

ماہ نامہ بینات کے سابق مدیر مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

مولانا سعید محمد زین العابدین

چند نئی کتب!

مولانا سعید احمد جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا میں زندگی پتانے کا ”پچپن سالہ“ وقت لے کر آئے تھے، جس میں اُن کی زندگی کے ابتدائی ”۲۲ سال“ تعلیم کے حصول میں گزر گئے، جس کو ہم ”۱۹۵۶ء سے ۱۹۷۷ء“ تک کا عرصہ شمار کر سکتے ہیں، اور درمیانی ”۲۳ سال“ کا عرصہ - جو ”۱۹۷۸ء سے ۲۰۰۰ء“ تک کا ہے - اُنہوں نے اپنے وقت کے پختہ عالم دین، مایہ ناز قلم کار اور شیخ وقت حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزار دیا، گویا ۲۵ سال کا عرصہ علم و عمل کے حصول میں گزر گیا، عملی میدان میں کچھ کر دکھانے کا وقت ۲۰۰۰ء میں میسر آیا، جب کہ شیخ وقت شہادت کی خونی ردا اوڑھ کر سفر آخرت کو روانہ ہو چکے تھے۔ اب بینات کے صفحات منتظر تھے کہ نہیں معلوم علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی محنت و قربانیوں کی لاج کوئی رکھ سکے گا یا نہیں؟ مولانا جلال پوری نے قلم سنبھالا تو دیکھنے والے اور پڑھنے والے دم بخود رہ گئے کہ صرف نام تبدیل ہوا ہے، کام تو اسی طرح اور اسی انداز کا ہو رہا ہے، نام کو اگر ہاتھ سے چھپا دیں تو لگتا ہی نہیں کہ علامہ بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اس دنیا سے چلے گئے، بلکہ یوں ہی لگتا ہے کہ جیسے وہ دونوں موجود ہیں اور قلم ان کے ہاتھ میں سرپٹ دوڑ رہا ہے اور اپنے وقت کی تاریخ مرتب ہوتی چلی جا رہی ہے، مسلمانوں کی دینی تربیت ہوتی چلی جا رہی ہے، اہل ذوق اور پڑھنے لکھنے سے دلچسپی رکھنے والے حظ اٹھاتے چلے جا رہے ہیں۔

یقین کیجیے کہ بینات کے صفحات ہی نہیں ہفت روزہ ختم نبوت اور جنگ اخبار کے اسلامی صفحہ کا بھی یہی حال تھا کہ دیکھنے والے دیکھتے تو دیکھتے ہی چلے جاتے اور مولانا جلال پوری شہید گوجی بھر بھر کر دعائیں دیتے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے بلاشبہ بہت محنت کی، وہ ہر ماہ بینات کا کئی صفحات کا ادارہ لکھتے، تعزیتی کالم تحریر فرماتے اور نئی آنے والی مطبوعات پر تبصرہ فرماتے، یہی نہیں بلکہ ہفت روزہ ختم نبوت کا ادارہ بھی لکھتے اور ہر ہفتہ روز نامہ جنگ کا کالم ”آپ کے مسائل اور اُن کا حل“ بھی تحریر فرماتے، اور یہ تحریریں ایسی نہ ہوتیں کہ پڑھنے والا اُن سے اکتا جاتا یا پڑھنے کے بعد اندازہ ہوتا کہ کہیں اور سے

جو شخص خواہ مخواہ خود کو محتاج بناتا ہے وہ محتاج ہی رہتا ہے، اس کو اللہ پر اتنا ہی کم یقین ہوتا ہے۔ (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ)

مواد اٹھا کر اپنی تحریر کو رنگ دیا گیا ہے، ہرگز نہیں، بلکہ مولانا رحمہ اللہ از خود لکھتے، حوالوں کے لیے اقتباسات ضرور نقل کرتے، لیکن اس کے بعد ایک سیر حاصل تبصرہ اپنے قلم سے فرماتے، جو کئی صفحات پر محیط ہوتا، اس پر مستزاد یہ کہ اُن کی تحریر علم و ادب سے معمور ہوتی، اور فصاحت و بلاغت سے لبریز ہوتی، اس میں زبان کی چاشنی و حلاوت بھی بکھری نظر آتی۔

واقعہ یہی ہے کہ مولانا رحمہ اللہ کی تحریر اہل ذوق مزے لے لے کر پڑھتے اور نہ صرف یہی، بلکہ اللہ نے ان کو لکھنے کے شوق اور ذوق کے ساتھ ساتھ ایک تڑپنا دل بھی عطا فرمایا تھا، جو دل علامہ بنوریؒ اور مولانا لدھیانوی رحمہ اللہ کے سینہ میں دھڑکتا تھا، یقین کیجئے مولانا جلال پوریؒ کے سینہ میں بھی وہی دل تھا جو کبھی فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم ہوتا دیکھ کر تڑپ اُٹھتا، تو کبھی سانحہ لال مسجد پر خون کے آنسو روتا اور کبھی جناب رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کے لیے تھڑا اُٹھتا، پھر یہی ہوا جو وہ اکثر کہا اور لکھا کرتے تھے کہ ”ہم رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کے لیے جان دے دیں گے، لیکن آپ کے نام پر ”حرف“ نہیں آنے دیں گے“، چنانچہ ”شہید ناموس رسالت“ کا تمغہ سینہ پر سجائے شیخ کے پہلو میں ابدی نیند سو گئے۔

مولانا رحمہ اللہ نے اپنی تحریروں کو اپنی زندگی ہی میں بڑوں کی اتباع میں موضوعاتی ترتیب پر کتابی شکل دینا شروع کر دیا تھا، جن کے نام بینات مولانا جلال پوریؒ نمبر میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں، ہم اس وقت ان کی تحریروں پر مشتمل تازہ شائع ہونے والی چند کتابوں کا تعارف پیش کرنا چاہتے ہیں:

حدیثِ دل

مولانا رحمہ اللہ نے ۲۰۰۰ء سے بینات کا ادارہ یہ لکھنا شروع کیا تھا، ان اداروں کو مولانا نے ”حدیثِ دل“ کے نام سے تین جلدوں میں اپنی زندگی میں ہی شائع کر دیا تھا، ان تین جلدوں کے شائع ہو جانے کے بعد بھی مولانا رحمہ اللہ نے کافی تعداد میں ادارے لکھے، ادھر دوسری طرف ۲۰۰۷ء کے بعد سہ ہفت روزہ ختم نبوت کا ادارہ یہ بھی مولانا کے ذمے ہو گیا تھا، چنانچہ ان اداروں کی تعداد بھی اچھی خاصی ہو گئی تھی جو بحمد اللہ اب ”حدیثِ دل“ (جلد چہارم) کے نام سے مکتبہ ختم نبوت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی سے کتابی شکل میں شائع ہو گئے ہیں، کتاب کے صفحات ۶۱۶ ہیں، اور کل مضامین کی تعداد ۶۷۷ ہے۔

بلاشبہ یہ تحریریں بڑی معلوماتی، تجزیاتی، علمی، ادبی، اثر انگیز اور مطالعہ کا ذوق رکھنے والوں کے لیے بڑی دلچسپ ہیں، لیکن ان سب کے باوجود اس کتاب کی اصل روح اسلامی حمیت و غیرت کا درس ہے۔ مولانا رحمہ اللہ جب کسی دین دشمن پر گرفت کرنے کے لیے قلم اُٹھاتے ہیں تو لگتا ہے کہ جان ہتھیلی پر رکھ کر میدانِ کارزار میں اُتر گئے ہیں اور یا تو اسلام اور مسلمانوں کو اس کی دین دشمنی سے نجات

جو شخص چھوٹی مصیبتوں کو بڑا سمجھتا ہے، خدا تعالیٰ اس کو بڑی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (حضرت علی المرتضیٰؑ)

دلائیں گے یا خود اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کر کے سرخ رو ہو جائیں گے، اور نہ صرف یہی بلکہ وہ اسلام اور مسلمانوں کی تاریخِ مسخ کرنے والوں کو بھی رعایت دینے کے روادار نہیں ہیں، بلکہ جہاں کہیں کسی لکھنے والے نے تاریخی ریکارڈ خراب کیا تو مولانا رحمہ اللہ نے بغیر کسی مداخلت کے سنجیدہ اور متین انداز میں اس پر نقد کیا اور تاریخی ریکارڈ ہمیشہ درست رکھا۔ اسی طرح بعض تحریریں اصلاحی نوعیت کی بھی ہیں جن میں ہر ایک مسلمان کے لیے موعظت و بصیرت کا بڑا سامان موجود ہے۔

الغرض یقین سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ پڑھنے والوں کے لیے اس کتاب میں ادب کی چاشنی بھی ہے، علم کا نور بھی ہے، معلومات کا خزانہ بھی ہے، حالاتِ حاضرہ سے آگاہی بھی ہے، وعظ و نصیحت بھی ہے، غرض بے شمار خوبیوں اور فوائد پر مشتمل ”حدیثِ دل“ واقعی دل کو جلا اور سکون بخشنے والی کتاب ہے۔

بزمِ حسین

”بزمِ حسین“ مولانا رحمہ اللہ کے قلم سے نکلے شخصی خاکوں، سوانحی تحریروں اور نیکو کاروں کے تذکروں پر مشتمل مجموعہ کا نام ہے۔ اس مجموعہ کی پہلی دو جلدیں آپؑ کی زندگی ہی میں شائع ہو چکی تھیں۔ اب آپ کے علمی جانشین مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ زید مجدہ کی مساعی سے اس کتاب کی تیسری اور آخری جلد مکتبہ ختم نبوت، ایم اے جناح روڈ، کراچی سے چھپ کر منظر پر آئی ہے، جو ۵۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس حسین بزم میں ہمیں علماء بھی نظر آتے ہیں اور صاحبِ دل صوفیاء بھی، مفتی و فقیہ بھی کھڑے نظر آتے ہیں اور اکابر و مشائخ بھی۔ خطباء اور قراء بھی دکھائی دیتے ہیں اور مفسرین و محدثین بھی، مصنفین بھی اپنی تصنیفات کے جلوے بکھیرتے دکھائی دیتے ہیں اور مؤلفین بھی جلوہ افروز نظر آتے ہیں، نوجوان علماء کے تذکرے بھی پڑھنے کو ملتے ہیں اور بزرگ و مشائخ بھی اپنی طرف متوجہ کرتے دکھائی دیتے ہیں، عزیز واقارب کی محبتیں بھی نظر آتی ہیں اور متعلقین کی یادیں بھی، اساتذہ اور طلباء بھی دکھائی دیتے ہیں اور سیاسی قائدین اور مذہبی سربراہان بھی۔ غرض محققین، مرتبین، شہداء اور غازیین سب ہی اس بزم میں سچے اور جڑے دکھائی دیتے ہیں!

کتاب کے مطالعہ کے بعد اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مولانا رحمہ اللہ ہر طرح کا تذکرہ لکھنے پر عبور رکھتے تھے، مثلاً: وہ کسی شخصیت کا صرف سوانحی خاکہ لکھنا چاہتے ہیں تو اس کی پوری زندگی کا نقشہ چند صفحات میں پیش کر دیتے ہیں (ملاحظہ ہو حضرت نفیس الحسینی رحمہ اللہ پر لکھا گیا دوسرا مضمون)، پھر بعض لوگوں کے سوانحی خاکہ کے ساتھ ان کی دینی خدمات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں تو بہت ہی خوب صورت اور دل آویز انداز میں اس کی صفات و خدمات لکھ ڈالتے ہیں کہ وہ شخصیت خیالات کی دنیا میں سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ اس کے لیے کتاب میں موجود حضرت مولانا مفتی عبدالستار، حضرت مولانا صوفی عبد الحمید سوانی اور حضرت مولانا محمد سرفراز خان صغدر پر لکھے گئے مضامین دیکھے جاسکتے ہیں، بعض شخصیات ایسی

جو شخص اپنا بھید محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا ہے، وہ دوسروں کا راز مخفی رکھنے سے عاجز ہوگا۔ (حضرت علی المرتضیٰؑ)

بھی ہیں کہ جن پر لکھے مضمون میں مولانا رحمہ اللہ نے اپنے ساتھ بیٹے لمحات کا تذکرہ اپنے منفرد و مخصوص انداز میں کیا ہے، مثلاً حضرت الحاج محمد حسینؒ، مولانا نعیم امجد سیلمیؒ اور جناب الحاج جام محمد نوازؒ کے تذکرے! الغرض! ”بزم حسین“ بھی علامہ سید سلمان ندویؒ کی ”یادِ رنگان“، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی ”پرانے چراغ“، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی ”شخصیات و تاثرات“، ودیگر تاریخی و سوانحی کتب ہی کا ایک تسلسل ہے اور اپنے دور کی تاریخ و سوانح کا ایک بیش قیمت ذخیرہ ہے، جس کے ذریعہ مستقبل کے مؤرخ کو تاریخ مرتب کرنے میں مدد ملے گی، پڑھنے والوں کو اپنے بڑوں کے کارناموں کا علم ہوگا اور آنے والی نسل اپنے لیے راہِ عمل کا تعین درست سمت میں کر سکے گی!

نقد و نظر

”تبصرہ کتب“ ہر علمی مجلہ کا ایک اہم موضوع رہا ہے۔ جب سے برصغیر پاک و ہند میں اردو صحافت اور رسائل و جرائد کا اجراء ہوا تب سے یہ کالم بھی ہر جریدہ کا لازمی حصہ رہا، (چند ایک رسائل و جرائد اس سے مستثنیٰ بھی رہے ہوں گے)۔ اس کالم کا مقصد بھی دراصل فروغِ علم ہی ہے کہ نئی شائع ہونے والی کتب کا تعارف قارئین کے سامنے پیش کیا جائے، تاکہ تازہ مطبوعات سے شناسائی ہو اور کتاب سے تعلق میں اضافہ ہو۔

مولانا جلال پوری رحمہ اللہ جون ۲۰۰۰ء میں ماہ نامہ مینات کے مدیر مقرر کیے گئے تھے اور مارچ ۲۰۱۰ء تک مدیر رہے، اس عرصہ میں آپ نے سینکڑوں نئی کتب پر تبصرے لکھے، آپ کا تبصرہ لکھنے کا انداز یہ تھا کہ جس موضوع پر کتاب ہوتی، اُس موضوع کے حوالہ سے ابتدا میں ایک مختصر تمہید باندھتے، گویہ تمہید کبھی کچھ طویل بھی ہو جاتی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس میں پڑھنے والوں کے لیے دلچسپی کا بڑا سامان ہوتا، پھر کتاب کا مختصر تعارف لکھتے، کوئی قابلِ تنقید بات ہوتی تو بہت ہی شائستگی کے ساتھ لکھ ڈالتے کہ مصنف کو برا بھی محسوس نہ ہو اور غلطی کی نشان دہی بھی ہو جائے، لیکن اگر کوئی ایسی صریح غلطی نظر آتی جس سے عوام میں گمراہی پھیلنے کا خدشہ ہوتا یا کسی تجدید پسند مصنف کی کتاب تبصرہ کے لیے آجاتی تو مولانا کا قلم تیغِ براں بن جاتا اور دل میں جو دین کا درد و غم تھا وہ قلم سے جھلکنے لگتا، اور اعتدال و سلامت روی کے ساتھ آپ اس کی خلافِ شریعت باتوں پر بھرپور انداز سے تنقید کرتے، بلاشبہ آپ کے تبصرے بھی دلچسپی سے پڑھے گئے، آپ نے مجموعی طور پر تقریباً ۳۳۵ کتابوں پر پُر مغز اور جان دار تبصرے لکھے، زیرِ نظر کتاب میں ان تمام تبصروں کو موضوع وار جمع کیا گیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب ۲۷۲ صفحات پر مشتمل ہے، جسے مکتبہ ختم نبوت، ایم اے جناح روڈ، کراچی نے شائع کیا ہے، بلاشبہ یہ کتاب بھی علمی اور ادبی لٹریچر میں ایک اہم اضافہ ہے، اہل ذوق اور علم و کتاب سے تعلق رکھنے والوں کے لیے ایک دلچسپی کی چیز ہے اور نئے لکھنے والوں کو اس کتاب سے بہت کچھ سیکھنے

جس شخص کے اپنے خیالات برے ہوتے ہیں وہ دوسروں کی نسبت بدظن ہوتا ہے۔ (حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام)

کا موقع مل سکتا ہے۔ اس کتاب کی اشاعت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ زید مجدہ کی مساعی سے عمل میں آئی، اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے!

آپ کے مسائل اور ان کا حل (تین جلدیں)

مئی ۱۹۷۸ء میں روزنامہ جنگ کے بانی ایڈیٹر جناب میر ثکلیل الرحمن صاحب نے روزنامہ جنگ میں ”اقراء“ کے نام سے ہفتہ وار اسلامی صفحہ شروع کرایا، جس میں مختلف دینی مضامین کے علاوہ مسلمانوں کی باقاعدہ شرعی و فقہی رہنمائی کے لیے ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے عنوان سے ایک فقہی کالم بھی شروع کیا، اور اس کے لیے ”جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن“ کے استاذ الحدیث اور ماہ نامہ بینات کے مدیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا انتخاب عمل میں آیا، اس فقہی کالم کا باقاعدہ آغاز ۳۰ جون ۱۹۷۸ء سے ہوا اور ریکارڈ کے مطابق اس سلسلہ کی بدولت آپ نے ہزاروں مسائل کے تحریری و زبانی جوابات دیئے۔

۱۳ صفر المظہر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء کو آپ کی شہادت ہوئی، لیکن آپ کے لکھے جوابات موجود تھے جو ۱۲ جنوری ۲۰۰۱ء تک شائع ہوئے۔ اس کے بعد اس فقہی کالم کو چلانے کے لیے ”جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن“ کے شیخ الحدیث اور شعبہ تخصص فی الفقہ کے مشرف حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی شہید نور اللہ مرقدہ کا نام سامنے آیا، چنانچہ ۱۹ جنوری ۲۰۰۱ء سے آپ کے مسائل اور ان کا حل، حضرت شامزئی شہید رحمہ اللہ کے قلم سے شروع ہوا، لیکن صرف ساڑھے تین سال ہی گزرے تھے کہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۳۰ مئی ۲۰۰۴ء کو مفتی شامزئی صاحب بھی شہادت کی خونی ردا اوڑھے عقبی کے سفر کو چلے گئے۔ ۹ جولائی ۲۰۰۴ء تک مفتی شامزئی رحمہ اللہ کے تحریر کردہ جوابات جنگ میں شائع ہوتے رہے، بعد ازاں ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ کے لیے ”جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن“ کے سابق استاذ اور ماہ نامہ بینات کے مدیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ کا انتخاب عمل میں آیا اور ۱۶ جولائی ۲۰۰۴ء سے مسلسل چھ سال تک مولانا جلال پوری رحمہ اللہ فقہی سوالات کے جوابات آسان اور سہل انداز میں دیتے رہے، تا آنکہ ۱۱ مارچ ۲۰۱۰ء کو آپ بھی ایک دینی سفر سے واپسی پر جام شہادت نوش کر کے اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئے۔ ۱۰ ستمبر ۲۰۱۰ء تک حضرت جلال پوری رحمہ اللہ کے تحریر کردہ جوابات شائع ہوتے رہے، اب یہ کالم مخدوم و مکرم و استاذ محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر زید مجدہم کے سپرد ہے اور پوری آب و تاب کے ساتھ یہ سلسلہ جاری ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جاری رکھے اور اس کے ذریعہ لوگوں کی دینی رہنمائی ہوتی رہے۔ آمین!

حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے بائیس سال تک جو مسائل تحریر فرمائے، وہ بڑے سائز کی آٹھ جلدوں میں تخریج، حوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ و سیٹنگ کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں اور ہاتھوں

فیاضی یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے حسن سلوک کیا جائے، جن سے کوئی امید اور آسرا نہ ہو۔ (حضرت حسین بن علیؑ)

ہاتھ لیے گئے۔ حضرت شامزئی رحمہ اللہ کے ساڑھے تین سالہ تحریر کردہ فقہی جوابات بھی تخریج و حوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ و طباعت کے ساتھ دو جلدوں میں کئی سال پہلے منظر پر آ گئے تھے اور وہ بھی بڑی دلچسپی سے لیے گئے۔ اب الحمد للہ! حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہ اللہ کے چھ سالہ مسائل کے جوابات اور فقہی مقالات پر مشتمل ”آپ کے مسائل اور ان کا حل“ تین بڑے سائز کی جلدوں میں بہترین تخریج و حوالہ جات اور عمدہ کمپوزنگ و سیٹنگ اور شاندار طباعت اور حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ کی ترتیب و تہذیب کے ساتھ منظر نامے پر آ گئے ہیں۔ مکتبہ ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نے اسے شائع کیا ہے۔ تینوں جلدوں کے صفحات بالترتیب یہ ہیں: صفحات جلد اول: ۴۷۲۔ جلد دوم: ۴۷۴۔ جلد سوم: ۵۱۷۔

اس کتاب میں حضرت نے فقہ اور مسائل و احکام کے زیر عنوان جو کچھ لکھا سب کا سب بہت عمدگی کے ساتھ موضوع دار اور ابواب وار جمع کر دیا گیا ہے، بلاشبہ اس میں ایمانیات و عقائد سے لے کر معاملات و معاشرت تک تمام ہی مسائل کے قرآن و سنت کے مطابق جوابات موجود ہیں۔ جدید مسائل پر بھی حضرت نے قلم اٹھایا ہے، چنانچہ دورِ حاضر کے اہم مسائل میں سے اسلامی بینکنگ، انشورنس، ٹی وی پروگراموں میں شرکت اور تصویر کا حکم و دیگر سودی و غیر سودی معاملات پر بھی جمہور اہلسنت والجماعت کے موقف کو واضح فرمایا ہے اور جہاں ضرورت ہوئی وہاں طول طویل تحریریں بھی لکھی ہیں، باطل فرقوں اور مذاہب کے بارے میں بھی قرآن و سنت کی روشنی میں سنجیدگی و اعتدال کے ساتھ لکھا ہے۔ فقہی عمدگی کے ساتھ ساتھ آپ کے جوابات میں حکیمانہ اور ناصحانہ مشورے بھی شامل ہیں۔ الغرض! بہت ہی شاندار و جاندار کتاب ہے، حضرت کے جانشین مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ، تخریج و حوالہ جات پر محنت کرنے والے مفتیان کرام مفتی عبداللہ حسن زئی اور مفتی محمد زکریا تینوں ہی حضرات مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک اہم دینی کام اور ذمہ داری کو پورا کیا ہے۔ یقیناً حضرت کی روح خوش ہوئی ہوگی اور جو جو لوگ اس کتاب کو پڑھیں گے ان کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ ان کے نیک اعمال کے ثواب میں حضرت کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا تینوں حضرات بھی شریک ہوں گے، یہ کیا کوئی کم فائدہ کی بات ہے؟ ہماری رائے ہے کہ مفتیان کرام، علماء عظام، طلباء، اہل ذوق اور عوام الناس سب ہی ضرور اس کتاب کو خرید کر مطالعہ کریں، ان شاء اللہ معلومات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ محسوس ہوگا کہ فقہی ذخیرہ میں ایک نیا اور شاندار اضافہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، عوام و علماء اس سے مستفید ہوں اور حضرت کے درجات اللہ تعالیٰ بلند فرمائے۔ آمین!

